رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۹۲

کتاب نما

جلد ۲ | مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی | نمبر ۳

مطبوعات جامعہ

مکتبہ جامعہ تقریباً بارہ سال سے ملک کی علمی خدمت میں مصروف ہے اسی دوران میں اس نے بہت سی علمی، مذہبی، ادبی، تاریخی اور سیاسی کتابیں لکھوائیں۔ متعدد مفید کتابوں کے ترجمے کرائے اور مشہور اہل قلم حضرات سے اردو اکاڈمی کے جلسوں میں مقالے پڑھوائے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں ہمیں غیر معمولی مصارف برداشت کرنے پڑے اور بہت سی دشواریوں کا بھی سامنا ہوا لیکن ہم ہمت سے یہ کام بڑے استقلال کے ساتھ کرتے رہے۔ مکتبہ نے جہاں کتابوں کی تعداد سے اردو زبان کے ذخیرہ میں اضافہ کیا وہاں اہل ملک کے سیاسی اور ادبی ذوق کی تسکین کے لئے ایک خاص معیار کا بھی خیال رکھا۔ اسی مقصد کے پیش نظر ۱۹۳۸ء میں ایک پروگرام بنایا گیا تھا الحمدللہ کہ اس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اور اب یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ سال رواں نسبتاً زیادہ مبارک ثابت ہوگا (انشاءاللہ)

پچھلے بارہ سال میں مکتبہ کی کتابیں اپنی معنوی خصوصیات اور کتابت وطباعت کے اعلیٰ معیار کے لئے ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ سے خراج تحسین حاصل کرتی رہی ہیں، اسی حوصلہ افزائی سے ہمیں ظاہری حسن کو بڑھانے کی اور ہمت ہوئی اور ہم نے کتابوں کی خوبصورت جلدوں کے علاوہ ان کیلئے نظر فریب گرد پوش تیار کئے، جن سے جلدوں کی خوشنمائی میں اور اضافہ ہوگیا۔ میری کہانی، میدان عمل، تاریخ فلسفہ اسلام، پستالوزی، شعلۂ طور، نقش ونگار اور شعلہ وشبنم وغیرہ کے رنگین اور خوش وضع گرد پوش ہماری اسی کوشش کا نتیجہ ہیں۔

بچوں کی کتابوں کو چھوڑ کر ہم نے دس کتابیں سال گزشتہ شائع کیں۔ "میری کہانی" مکتبہ کا ایسا کارنامہ تھا جو ہر حیثیت سے قابل فخر ہے۔ ہندستان کے مخلص اور محبوب رہنما کی یہ خود نوشت سوانح حیات انگریزی میں چھپی مکتبہ نے صرف چند مہینے میں اس ضخیم کتاب کا اردو ترجمہ "میری کہانی" کے نام سے شائع کیا جو اپنی پاکیزگی زبان، سلاست، روانی اور زور بیان کے لحاظ سے کہیں کہیں اصل سے بھی بڑھ گیا اور مطالعہ کرتے وقت بمشکل یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ ہے۔

پچھلے سال علمی کتابوں میں مکتبہ نے دو کتابیں تاریخ فلسفہ اسلام اور پستالوزی شائع کیں۔ تاریخ فلسفہ اسلام جرمن فلسفی ٹی جے دی بور کی تصنیف کا اردو ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب اس کے مترجم ہیں کتاب میں اسلامی فلسفہ کی نشوونما، یونانی عربی علوم، فلسفہ فطرت، یونانی و اسلامی حکماء اور مشرق میں فلسفہ کے انحطاط وغیرہ پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب اب دوسری بار شائع ہوئی ہے اور ایک طویل فہرست اصطلاحات کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔ پستالوزی جامعہ کے سابق طالب علم ڈاکٹر قاضی عبدالحمید زبیری پی ایچ۔ ڈی کی تصنیف ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں پستالوزی کی شخصیت، اس کی زندگی، فلسفہ تعلیم پر بحث کی ہے

شعر وشاعری میں مکتبہ نے شعلۂ طور، نقش ونگار، شعلہ وشبنم اور فکر ونشاط جیسے بلند پایہ مجموعے شائع کئے۔ شعلۂ طور حضرت جگر مرادآبادی کا مجموعہ کلام ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ چند ہی مہینہ میں اس کے تمام نسخے ختم ہوگئے اور دوبارہ طباعت کا انتظام ہو رہا ہے۔ شعلہ وشبنم، فکر ونشاط اور نقش ونگار یہ تینوں کتابیں شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی کی نظموں اور غزلوں کا مجموعہ ہیں۔ جوش کی شاعری دور جدید کے ان تمام رجحانات کی حامل ہے جو ہندوستانی قومیت کی تشکیل کر رہے ہیں۔ ان کا کلام ایک متفکر ذکی الحس اور دردمند دل کی پکار ہے۔ جس کو موصوف کی قادر الکلامی نے جوش اور ولولے سے معمور کر دیا ہے۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں ان کتابوں کے شائع کرنے کا موقع ملا اور اہل ذوق حضرات نے انہیں بنظر استحسان دیکھا۔

میدان عمل منشی پریم چند کا بہترین اور آخری ناول ہے۔ اس میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنھوں نے پریم چند کو دور جدید کا سب سے بڑا افسانہ نگار بنا دیا۔ یہ کتاب اپنی ظاہری خوشنمائی اور طباعت وغیرہ کے اعتبار سے بھی منشی جی کی سب کتابوں سے اچھی ہے

مکتبہ کی ایک کوشش یہ بھی رہی ہے کہ اردو داں طبقہ کے لئے سیاسی اور معاشی لٹریچر بھی مہیا کیا جائے۔ چنانچہ حسب دستور اس سال بھی مکتبہ نے موجودہ سیاسی اور معاشی حالات پر تین کتابیں شائع کیں۔ دیہی صنعتیں، ہندوستان میں زراعت کا مسئلہ اور جدید دستور کا خاکہ۔ پہلی کتاب جے سی کماراپا صاحب کے قلم کا نتیجہ ہے جس میں دیہی صنعتوں اور دیہات کی نئی تعمیر پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ باقی دو کتابیں آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے

(دیکھئے صفحہ ۲ کالم ۲)

پستالوزی

از

ڈاکٹر قاضی عبدالحمید صاحب بی اے (جامعہ)
ایم ۔ اے ۔ پی ایچ ۔ ڈی (برلن)

جس طرح یورپ کے عہد جدید میں کوپرنیکس نے ہیئت کی ہیئت، اور کولمبس نے جغرافیہ کا نقشہ بدل دیا۔ ڈالٹن نے کیمیا کی کایا پلٹ اور کانٹ نے فلسفے کا استقلال کر دیا اسی طرح "پستالوزی" نے تعلیم کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اس کتاب میں پستالوزی کی زندگی، اس کے فلسفہ تمدن اس کے تعلیمی نظریئے اور تعلیمی کارنامے اور ان کی تفصیل سلیس زبان اور دل کش انداز بیان میں ملاحظہ فرمایئے۔ جو مشرقی شاعر کے اس شعر کی منہ تفسیر ہے۔

درس ادب اگر بود زمزمۂ محبتے
جمعہ بہ مکتب آورد طفل گریز پائے را

(قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ)

شعلہ و شبنم

شاعر انقلاب حضرت جوشؔ ملیح آبادی

کی پرجوش اور کیف آور منتخب نظموں کا تازہ ترین مجموعہ اس مجموعہ میں حضرت جوشؔ کی سیاسی اور اسلامی نظموں کا بہترین انتخاب پیش کیا گیا ہے، اور اس خیال کی تردید کے لئے کہ مغربی شاعری کے مقابلے میں اردو شاعری، مناظر نگاری میں تہی مایہ ہے۔ شاعر انقلاب کی وہ نظمیں بھی دی گئی ہیں جیسے اپنے الفاظ میں مصوری کا کمال دکھاتے ہیں صفحات ۲۵۰ سرورق خوشنما رنگین ۔ قیمت مجلد سے ۔

نقش و نگار

شاعر انقلاب حضرت جوشؔ ملیح آبادی
کی

وجد آفریں نظموں کا پہلا مجموعہ کلام

یہ مجموعہ حسب ذیل ابواب پر منقسم ہے
(۱) نگار خانہ (۲) خمریات (۳) تاثرات
(۴) مطالعہ و نظر (۵) نسیب

ہر نظم اپنی جگہ مکمل، مرصع اور انتہائی کیفیات شعری کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

قیمت غیر مجلد عہ ۔ مجلد عا

میری کہانی

پنڈت جواہر لال نہرو کی آپ بیتی میری کہانی اردو میں شائع ہو گئی۔ ترجمہ نہایت سلیس اور شگفتہ ہے زبان انگریزی سے زیادہ، لکھائی، چھپائی، کاغذ سب بہت نفیس، کتاب دو خوبصورت جلدوں میں شائع ہوئی ہے اور اس اردو ایڈیشن میں بعض ان رہنماؤں کی تصویروں کا بھی اضافہ کیا گیا ہے جو انگریزی ایڈیشن میں نہیں تھیں، مثلاً لوکمانیہ تلک سی آر داس، لالہ لاجپت رائے، حکیم اجمل خاں، ڈاکٹر انصاری وغیرہ۔

ہندوستان کی موجودہ سیاسی تاریخ پر ایک بے نظیر کتاب ہے اسے پڑھ کر آپ کو معلوم ہوگا کہ کانگریس کے صدر اور نوجوانوں کے قائد اعظم نے ملک کی مختلف تحریکوں اور رہنماؤں کے متعلق کن خیالات کا اظہار کیا ہے، اور اب ملک کے سب سے بڑے قومی ادارے یعنی کانگریس کی پالیسی کیا ہے؟

حصہ اول ۔ دو روپے (عا)
" دوم ۔ دو روپے (عا)

تاریخ فلسفۂ اسلام

مشہور جرمن فلسفی ٹ ۔ ج ۔ دی بور
کی
مشہور تصنیف کا اردو ترجمہ
از
جناب ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم اے ۔ پی ایچ ۔ ڈی

یہ کتاب سلسلہ اشاعت اردو اکاڈمی کی ایک کڑی ہے اور اب دوسری بار نظر ثانی کے بعد شائع ہوئی ہے (۲۰) صفحات کی فرہنگ مصطلحات کا اضافہ اس نئے ایڈیشن کی خصوصیت ہے۔

اسلامی فلسفے کی نشوونما، یونانی عربی علوم فلسفہ فطرت، یونانی و اسلامی افکار، مشرق میں فلسفے کا انحطاط۔ عرب اور سوفسطائی فلسفے پر کارآمد مباحث ہیں۔

طبع ثانی

قیمت مجلد صرف عا

پیغمبر اسلام

خواجہ دو جہاں سرور کائنات حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور رسالت پر حضرت جوشؔ ملیح آبادی کا یہ غیر فانی شاہکار ہے۔ جس کی رفعت و عظمت ال و دماغ یزدانی نور سے منور کر دیتی ہے اور انسانی ادراک سلسلہ جیسے معبود ہو جاتا ہے۔

طباعت و کتابت خوشنما
(قیمت صرف آٹھ آنے)

شاعر کی راتیں

حضرت جوشؔ ملیح آبادی نے اپنے خاص والہانہ انداز میں مختلف راتوں کا کچھ اس طرح نقشہ کھینچا ہے کہ پڑھنے والا بھی اپنے آپ کو اسی عالم میں محسوس کرنے لگتا ہے۔ چند راتوں کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

التفات کی رات ۔ انتظار کی رات ۔ برسات کی رات جوانی کی رات ۔ اندھیری رات، چاندنی رات ۔ شعر گوئی کی رات ۔ بیابان ناگن کالی رات وغیرہ۔

قیمت صرف آٹھ آنے ۸

بادۂ مشرق

یعنی کلیات ساغرؔ نظامی

مقدمات از

(۱) بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو
(۲) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی
(۳) ڈاکٹر سید محمود ایم اے ۔ پی ایچ ۔ ڈی بار ایٹ لا
(۴) امام ادب اردو مولانا عبدالحق صاحب بی اے علیگ
(۵) مولانا سیماب اکبرآبادی

کلیات حسب ذیل ۱۱ ابواب پر مشتمل ہے

صبح نو ۔ قومی شاعری	منتم کدہ حیات } معاملات
ہدیۂ روح ۔ وجدانی شاعری	حدیث گل } حسن و عشق
پیام سرکش ۔ مذہبی شاعری	غنچہ زار ۔ مشاہدہ و افکار
حریم فطرت ۔ منظر نگاری	دریوزہ میکدہ ۔ خمریات
نقش بازی ۔ آثار قدیم	ساغرستان ۔ غزلیں

جرعہ آخری ۔ متفرقات مع یاد رفتگان

نفاست، طباعت اور اہتمام اشاعت کے لحاظ سے یہ کتاب اردو زبان میں اپنی نظیر آپ ہے
صفحات چھ سو (۶۰۰) قیمت پانچ روپے عہ

اعلان

۱۔ کتاب نما مصنفین اور ناشرین کا اخبار ہے
۲۔ ہر ماہ کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
۳۔ سالانہ قیمت صرف ۱ روپے۔

کتاب نما

سستی کتابیں اور سادہ زبان

"مختلف علوم و فنون پر سادہ سے سادہ زبان میں اردو میں کتابیں شائع کی جائیں اور کم لاگت پر اتنی کثیر تعداد میں شائع کی جائیں کہ ہر شخص بآسانی خرید سکے" ہمیں نہ صرف اس تجویز سے پورا اتفاق ہے بلکہ ہم پہلے ہی سے برابر اس پر زور دیتے رہے ہیں اور جہاں تک کتاب کا معیار ہے اس کے لئے کوشاں بھی رہے ہیں۔

ہر زبان کی ترقی دو طرفہ ہوا کرتی ہے یعنی ایک طرف تو اس زبان میں علمی خیالات کے اظہار کی جتنی اہلیت پیدا ہوتی جاتی ہے اتنی ہی زبان ترقی پذیر سمجھی جاتی ہے اور دوسری طرف عوام میں مقبولیت سے بھی اس کی ترقی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایک جانب ۔۔ علوم و فنون کے خزانوں سے بھرنے کی کوشش اہم ہے تو دوسری جانب عوام میں مقبول بنانے کی کوشش بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی۔

اب عوام میں کسی زبان کو پھیلانے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اول یہ کہ کتابیں سادہ سے سادہ زبان میں لکھی جائیں تاکہ معمولی عقل اور تعلیم کے آدمیوں کی سمجھ میں بھی آ سکیں۔ دوسرے یہ کہ عوام کا یہ طبقہ عموماً بہت غریب ہوتا ہے اور زیادہ قیمت کی کتابیں خریدنے کی اہلیت نہیں رکھتا ہے۔ اس لئے اگر ہمیں ان میں اپنی زبان کے ذریعے سے تعلیم پھیلانا ہے تو اچھی کتابوں کے سستے سے سستے ایڈیشن شائع کرنا چاہئے۔ عوام میں تعلیم پھیلانے کے اس ذریعے سے نہ صرف ہماری زبان کو ترقی ہوگی بلکہ ملک و قوم کی حالت بھی سدھر جائے گی۔

اس لئے ہمیں امید ہے کہ تمام ناشرین یہ زریں مسلک ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیں گے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

"سستی کتابیں اور سادہ زبان"
یہی ہمارا مسلک ہے۔

فکر و نشاط

شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی کا ابتدائی کلام آج سے کوئی بیس برس پہلے "روح ادب" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس وقت جوش نہ حقیقت میں جوش تھے اور نہ شاعر انقلاب۔ اس کے بعد آپ کی صدہا نظمیں ملک کے تمام اردو اخبارات اور رسائل میں شائع ہوتی اور عام مقبولیت حاصل کرتی رہیں جیسے جیسے آپ کی یہ شہرت بڑھتی گئی آپ کے مجموعہ کلام کے متعلق لوگوں کا اشتیاق بھی بڑھتا گیا۔ لیکن مایوسی کے سوا اور کوئی شکل نہ تھی۔

مکتبہ جامعہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ گذشتہ ۳۳ء کے شروع میں اس نے حضرت جوش کے کلام کا پہلا مجموعہ "نقش و نگار" کے نام سے شائع کیا۔ اس کے بعد آپ کا دوسرا مجموعہ "شعلہ و شبنم" کے نام سے شائقین کی خدمت میں پیش کیا۔ الحمدللہ کہ ملک نے ان کی صحیح قدر کی اس لئے اب تیسرا مجموعہ "فکر و نشاط" کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے۔

اس مجموعے میں بالکل نئی نظمیں شامل کی گئی ہیں یہ نظمیں نباض فطرت اور حساس شاعر کے زبردست غور و فکر اور طویل مطالعہ و مشاہدہ کا نتیجہ ہیں۔ ہر شعر میں مسائل حیات اور دنیا کے رنگا رنگ واقعات پر نہایت رنگین تبصرہ کیا ہے اور اپنے پیام کے ذریعہ اپنے مخاطب کو فکر کی پیچ در پیچ گھاٹیوں میں بھٹکتا ہوا چھوڑ نہیں دیا ہے بلکہ اسے نشاط کی سرسبز وادیوں کی بھی سیر کرائی ہے دماغ کی الجھنوں میں نہیں ڈالا ہے بلکہ ساز دل کے تاروں کو بھی چھیڑا ہے اور ان سے وہ موسیقی شعر و ادب پیدا کی ہے کہ پڑھنے والے پر عالم وجد طاری ہو جاتا ہے۔ ان نظموں میں رومان کو دخل نہیں ہے بلکہ متانت اور سنجیدگی کے ساتھ حقایق و معارف کو شایستہ اور شاعرانہ طرز بیان میں پیش کیا ہے۔ اس لئے ان نظموں کو اگر ہم فکر رنگین سے تعبیر کریں تو بیجا نہ ہوگا۔ امید ہے کہ شائقین اس مجموعہ کی بھی قدر کریں گے قیمت عمر

(بقیہ از صفحہ ایک)

انگریزی میں شائع کی تھیں مکتبہ نے وقتی ضرورت کا احساس کر کے ان کا اردو میں ترجمہ کرایا۔

کارکنان مکتبہ جامعہ نے ۳۸ء کا پورا پروگرام بھی مرتب کر لیا ہے۔ انشاء اللہ اگلے پرچے میں اسے مفصل طور پر پیش کریں گے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ سال مکتبہ جامعہ کے لئے ۳۷ء سے بھی زیادہ نمایاں اور مصروفیت کا رہے گا۔

شعرائے اردو کے دواوین

بقول پروفیسر رشید احمد صدیقی "جہاں تک کتابوں کی اشاعت کا تعلق ہے اردو ادب کا موجودہ دور ہمارے شعرا کا دور رہا ہے۔ کیونکہ گذشتہ دو ڈھائی سال کے اندر تمام چوٹی کے شعرا کے دواوین اور کلیات ایک مدت کے انتظار کے بعد پے در پے شائع ہو گئے۔ اور اس طرح اردو شاعری میں قابل قدر لٹریچر کا اتنا اضافہ ہو گیا کہ ہمارا ادب پورے بیس برس آگے بڑھ گیا۔

حضرت اقبال کی "بانگ درا" کے بعد ان کی فارسی کی متعدد چیزیں تو شائع ہوئیں لیکن اردو کا کوئی مجموعہ نہیں نکلا جس سے بعض حلقوں میں یہ خیال پیدا ہو چلا تھا کہ اقبال نے اردو میں کہنا چھوڑ دیا۔ لیکن اب "بال جبریل" نے اس خیال کی تردید کر دی اور "ضرب کلیم" سے اس تردید کی اور تائید ہو گئی۔

حضرت اصغر گونڈوی مرحوم کے کلام کا پہلا مجموعہ "نشاط روح" کے نام سے ایک عرصہ ہوا کہ شائع ہوا تھا۔ اس زمانہ میں ان کا دوسرا اور آخری مجموعہ "سرود زندگی" بھی طبع ہو گیا۔

حضرت جگر مرادآبادی کا ابتدائی کلام "داغ جگر" کی شکل میں اس سے بھی پہلے دار المصنفین سے شائع ہوا تھا اب مکتبہ جامعہ سے آپ کا دیوان "شعلۂ طور" بھی شائع ہو کر ختم ہو گیا اور دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔

حضرت سیماب اکبرآبادی کا بھی ایک کلیات "نیستان" کبھی شائع ہوا تھا اب پے در پے ان کے دو مجموعے "کار امروز" اور "کلیم عجم" پبلک کے ہاتھوں میں آ گئے۔

حضرت جوش ملیح آبادی کی "روح ادب" کو شائع ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا تھا اب یکے بعد دیگرے ان کے تین مجموعے "نقش و نگار"۔ "شعلہ و شبنم" اور "فکر و نشاط" مکتبہ جامعہ نے شائقین کی خدمت میں پیش کر دئے اور "رباعیات" زیر طبع ہیں۔

جناب ساغر نظامی اور مولانا ظفر علی خاں صاحب کے ابھی کوئی کلیات شائع نہیں ہوئے تھے۔ اس عرصہ میں "بادۂ مشرق" اور "بہارستان" سے یہ کمی بھی پوری ہو گئی۔

فی الحال دو شعرا کے دواوین زیر طبع ہو چکے ہیں اور اشاعت کی آخری منازل طے کر رہے ہیں یقین ہے کہ بہت جلد منظر عام پر آ جائیں گے یعنی حضرت ثاقب لکھنوی اور حضرت آزاد انصاری کے مجموعے۔

مذکورہ بالا فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اردو کے مشہور و معروف تمام شعرا کے کلیات شائع ہو چکے ہیں۔ البتہ ایک نام ابھی نظر نہیں آتا اور وہ حضرت فانی بدایونی کا ہے۔ ان کے دیوان "باقیات فانی" کو طبع ہوئے بہت زمانہ گزر چکا ہے اور اس عرصہ میں انہوں نے بہت کچھ کہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ان کا تازہ مجموعہ بھی جلد از جلد چھپ جائے۔ نیز مولانا حسرت موہانی اور آرزو کے دواوین بھی تازہ شائع ہو چکے ہیں۔

چند انگریزی کتابیں

The Quest For Empire.

(از ڈاکٹر محمود حسین خانصاحب بی اے (جامعہ) پی ایچ ڈی (برلن)

جاپان، اٹلی اور جرمنی کی سیاست خارجہ پر لاجواب کتاب ۔ ابھی دنیا ایک جنگ کی تباہ کاریاں اچھی طرح بھولی بھی نہیں ہے کہ دوسری جنگ کے سامان نظر آنے لگے ۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح امن عالم اس وقت ان تینوں قوموں کی نظر کرم پر منحصر ہے ۔ قیمت ہے ،

Nizamul Mulk Asaf Jahi.

(از ڈاکٹر یوسف حسین خانصاحب بی اے (جامعہ) ڈی لٹ (پیرس)

نظام الملک آصفجاہ اول ریاست حیدرآباد کے بانی آخر مغلوں میں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں ۔ اُن کی دوربین نظروں نے مغل سلطنت کی پامالی دیکھ لی تھی اور دکن میں وہ زبردست کام شروع کیا تھا جو بالاخر ایک نئی ریاست کے قیام کا سبب ہوا ۔ قیمت چھ روپے (سے)۔

Introduction to Political Science

By. J. R. Seeley.

بیتدیوں کے لئے علم سیاست پر یہ ایک اچھی کتاب ہے ۔ اب تک اس کے متعدد ایڈیشن شایع ہوکر قبولیت عام حاصل کر چکے ہیں ۔

قیمت نو روپے (لعہ)

The Story of Bardoli.

مصنفہ مہادیو دیسائی

مہاتما گاندھی کے سکریٹری مہادیو دیسائی نے باردولی کی ستیہ گرہ ۱۹۲۸ء کے حالات نہایت دلچسپ طریقے سے تحریر فرمائے ہیں ۔ قیمت ہے۔

Satyagrah in South Africa

مصنفہ مہاتما گاندھی

عدم تشدد کی تحریک پر اب تو لوگ اتنا تعجب نہیں کرتے جتنا پہلے کبھی اسے ناممکن العمل سمجھا جاتا تھا ۔ اس کتاب میں مہاتما جی نے اپنی جنوبی افریقہ کی ستیہ گرہ کے حالات خود اپنے قلم سے لکھے ہیں ۔ قیمت للعہ ۔

The Expansion of England.

By J. R. Seeley.

اس کتاب میں سلطنت برطانیہ کی توسیع و ترقی پر خطبات کے دیئے ہیں ۔ انگریزی سلطنت برطانیہ کے عروج پر تاریخی حیثیت سے روشنی ڈالی گئی ہے ۔ اور خاص طور پر ہندوستان کی فتح و تسخیر پر بحث کی ہے ۔ قیمت ہے ۔

شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی

کا

تازہ ترین شاہکار

فکر و نشاط

نقش و نگار اور شعلہ و شبنم کے بعد یہ شاعر انقلاب کا تیسرا مجموعہ کلام ہے جس میں بالکل نئی نظمیں شامل کی گئی ہیں ۔ یہ تمام نظمیں نباض فطرت اور حساس شاعر کے زبردست غور و فکر اور طویل مطالعہ و مشاہدہ کا نتیجہ ہیں ۔ ایک ایک سطر میں مسائل حیات اور دنیا کے رنگا رنگ واقعات پر ایسا رنگین تبصرہ کیا ہے جس کی تشریح و تفسیر ممکن نہیں ہو سکتی اور بیان کی شگفتگی و شادابی پر ہزاروں چمن نثار ہیں شاعر انقلاب نے اپنے پیام کے ذریعہ اپنے مخاطب کو فکر کی پیچ در پیچ گھاٹیوں میں بھٹکتا ہوا چھوڑ نہیں دیا ہے بلکہ اسے تشاعری کی سرسبز وادیوں کی بھی سیر کرائی ہے ۔ دماغ کو الجھنوں میں نہیں ڈالا ہے بلکہ ساز دل کے تاروں کو بھی چھیڑا ہے اور ان سے وہ موسیقی پیدا کی ہے کہ پڑھنے والے پر عالم وجد طاری ہو جاتا ہے ۔

کتابت طباعت ۔ کاغذ نہایت اعلیٰ ہے ۔ سائز بڑا ۔ صفحات ۲۰۵ سرورق خوشنما رنگین ۔ کتاب مجلد ہے اور قیمت صرف عہ

میدان عمل

ملک کے مشہور و معروف ادیب منشی پریم چند کا بے نظیر ناول جو اُن کے پچھلے تمام ناولوں پر بھاری ہے ۔ "میدان عمل" میں ملک کی موجود بیدار اور بے چین روح کی ایک جھلک ہے ۔ اس ناول کے افراد کوئی خیالی اشخاص نہیں معلوم ہوتے کہ جن سے اگر نیکی ہوتی ہے تو ایسی کہ ان کی نظیر دنیا کی تاریخ میں ڈھونڈھنے سے نہیں ملتی ۔ اور اگر انھیں گنہگار یا مجرم دیکھا جاتا ہے تو ایسا کہ شیطان بھی شرما جائے ۔ "میدان عمل" میں اس دور کے وہ زندہ انسان ہیں جن سے نیکی اور بدی رہنمائی اور بے راہ روی دونوں ممکن ہیں ۔ وہ محبت کرنے اور محبت کی آگ میں اپنا سب کچھ جلا کر خاکستر کر دینے کے اہل ہیں ۔ ان کے ہاتھوں میں ہندوستان کا مستقبل ہے ۔ اور ان کے کاندھوں پر کروڑوں انسانوں کی غلامی اور جہالت کا بار ۔

ایسے اشخاص کی زندگی کی داستان ہر محب وطن پڑھنا پسند کرے گا ۔ خصوصاً اس حالت میں جب کہ منشی پریم چند کے سحر طراز قلم نے انھیں صفحۂ قرطاس پر جیتی جاگتی زندہ ہستیاں بنا دیا ہو ۔

(قیمت دو روپے آٹھ آنے)

(عہ)

(پرنٹر و پبلیشر محمد حفیظ الدین نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شایع کیا)

جدید مطبوعات اُردو

یہ مرزا محمد سعید صاحب ڈی۔ ای۔ ایس کی تقریر ہے جو انھوں نے ریڈیو اسٹیشن پر ۲۰ اپریل سنہ ۳۸ کو کی تھی ہم ریڈیو اسٹیشن اور جناب موصوف دونوں کے بہت ہی ممنون ہیں کہ انھوں نے ہمیں اسے ارباب ذوق ادب کے سامنے پیش کرنے کی اجازت دی۔

اُردو اساتذہ میں سے غالب پر تعلیم یافتہ جماعت کی خاص توجہ ہے۔ گذشتہ چند سال کے دوران میں ان کے اور ان کے کلام کے متعلق بہت سی کتابیں اور تنقیدی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ ان تصانیف کا میلان غالب کی شاعری خصوصاً ان کی اردو شاعری کی بےحد تعریف و توصیف کی جانب رہا ہے جہاں تک مجھے یاد ہے اس کی ابتدا میرے مرحوم دوست ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری کے مقدمہ دیوان غالب سے ہوئی تھی جو انھوں نے دیوان کے نسخہ حمیدیہ یعنی بھوپال ایڈیشن کے لئے لکھا تھا اگرچہ علامہ اقبال کی وہ نظم جس کا عنوان غالب ہے اور جس کا پہلا شعر یہ ہے کہ ؎ فکر انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا ؛ ہے پر مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا ۔ عبدالرحمٰن بجنوری مرحوم کے مقدمہ سے بہت پہلے شائع ہوئی تھی۔ خود علامہ موصوف نے غالب کے رنگ کو جس حد تک قبول کیا ہے اس کو غالب کی تعریف کا بہترین پیرایہ خیال کیا جاسکتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اقبال کی ہر دلعزیزی بھی اس دور میں غالب کی مقبولیت کا ایک سبب ہے۔ یہ سوال میرے دل میں کئی بار پیدا ہوا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ غالب کے کلام خصوصاً ان کے اردو کلام کی جو قدر و قیمت اس وقت ہے وہ ان کے اپنے زمانے میں نہ تھی اگرچہ اس زمانے میں اردو شاعری کا کچھ کم چرچا نہ تھا اور ان کے معاصرین میں بہت سے ایسے لوگ تھے جن کو اردو شعر کا بھی وجدان اور ذوق تھا اور جو اس کی خوبیوں کو پہچاننے کے ہر طرح اہل تھے۔ مولوی محمد حسین آزاد کی "آب حیات" میں جو اردو شعرا کا سب سے زیادہ دلچسپ اور سب سے زیادہ عام پسند تذکرہ ہے غالب کی اردو شاعری کا ذکر کچھ ایسے الفاظ میں کیا گیا ہے جس سے یہ غلط فہمی پیدا ہونی ممکن ہے مرزا غالب کے اپنے معاصرین ان کی اردو شاعری کو نہ صرف ذوق وغیرہ کی شاعری سے کمتر درجہ کی خیال کرتے تھے بلکہ ان کو اس کی لطافت و خوبی کا کوئی صحیح اندازہ ہی نہ تھا۔ اس معاملہ میں آزاد مرحوم کے بیانات کو کافی اور درست مان لینے کی ضرورت نہیں اور میں اس خیال کے اظہار کی جرأت کرسکتا ہوں کہ خود غالب کے اپنے زمانے اور اس کے بعد کے زمانے میں ایسے اشخاص یقیناً موجود تھے جو ان کے اردو کلام کو اتنا ہی پسند کرتے تھے جتنا کہ اس زمانہ کی غالب پرست تعلیم یافتہ جماعت۔ البتہ ان اشخاص کی تعداد بہت زیادہ نہ تھی اور عام طور پر غالب کو وہ مقبولیت نصیب نہ تھی جو اس وقت ہے۔ ان خاص لوگوں میں سے بھی بعض کسی دوسرے شاعر مثلاً میر، سودا، مومن یا ذوق کو کسی ایک حیثیت سے غالب پر ترجیح دیتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے لیکن اگر آج کل کوئی شخص اس قسم کے موازنہ کی جرأت کرے تو غالب کا دلدادہ گروہ اس کو بے تمیز اور بدذوق قرار دینے میں تامل نہ کرے گا۔ اس لئے میرا یہ سوال باقی رہتا ہے کہ ہماری تعلیم یافتہ جماعت کی غالب کے بارے میں اس متفقہ کامل اور جامع پسندیدگی کے کیا اسباب ہیں اور جب مجھے مسٹر محمد اکرام ایم اے۔ ایم۔ آر۔ سی۔ ایس آئی۔ سی۔ ایس کی کتاب "غالب نامہ" کا ایک نسخہ انھی کے حسن اخلاق کی بدولت میسر آیا تو میں نے اس کے اوراق کو نہایت شوق سے اس توقع میں ٹٹولا کہ شاید ان میں میرے سوال کا جواب مل جائے۔ چنانچہ کتاب کے صفحہ ۲۸ پر مجھے جلی قلم سے یہ لکھا نظر آیا "غالب کی مقبولیت کی وجوہات" اور میں بہت خوش ہوا کہ اب میرے سوال کا جواب ضرور مل جائے گا۔ اکرام صاحب نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ میں جہاں تک بھی ممکن ہے ان کے اپنے لفظوں میں آپ کو سناتا ہوں تاکہ آپ خود اندازہ فرمائیں کہ میری توقع کس حد تک پوری ہوئی اور میری خوشی بجا تھی یا بیجا۔ وہ فرماتے ہیں کہ "ہم نے مرزا کی شاعری کی خصوصیات جس ترتیب سے وہ کسی دور میں زیادہ نمایاں تھیں بیان کردی ہیں لیکن غالب کی غیر معمولی مقبولیت سمجھنے کے لئے وہ کافی نہیں" یہاں جملہ معترضہ کے طور پر یہ کہہ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اکرام صاحب نے غالب کی شاعری کے چار دور قائم کئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک دور کی خصوصیات کو تفصیل سے بیان کرنے کے علاوہ ان کے منتخب اشعار کو زمانے کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے اس کا ذکر میں پھر کروں گا فی الحال آگے سنئے۔ "کلام غالب کی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ اس کا حیرت انگیز تنوع ہے .... مرزا کی شاعری بیشتر عشق و محبت کا بیان ہے لیکن منطق آئے تو اس کے لئے یہاں دلائل و براہین ہیں۔ شگفتہ طبع لوگوں کے لئے شوخی اور ظرافت اور انسانی فطرت کی داستان سنا ہر زیان وہ پتے کی باتیں ملیں گی جن کا لطف جوں جوں چشم بصیرت کھلتی جائے گی بڑھتا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ دیوان غالب میں ہر شخص اپنی تصویر دیکھتا ہے اور لطف اٹھاتا ہے" یہاں تک مجھے اپنے سوال کا کوئی صحیح جواب نہیں ملا کیونکہ تنوع کو پسند کرنا ہر انسان کی فطرت ہے اور اگر واقعتا غالب میں یہ صفت دوسرے شعرا سے زیادہ پائی جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی قدر ان کے اپنے زمانے میں کیوں اس حد تک نہ کی جاتی جس حد تک اس زمانے میں کی جاتی ہے لیکن ابھی مسٹر اکرام کا بیان ختم نہیں ہوا اور وہ کہتے ہیں کہ "مرزا کی مقبولیت کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ وہ نئی طرز کے آدمی تھے اور ان کے خیالات کا جو اسلوب تھا زمانہ اسی کی تائید کر رہا ہے .... مرزا تقلید کے قائل نہ تھے۔ اپنی سمجھ پر زیادہ بھروسہ کرتے تھے۔ ان کی جدت پسندی نئے مضامین اور نئی تشبیہیں تلاش کرنے تک محدود نہیں تھی بلکہ وضع قطع، پوشش، فن لغت، فن شعر، انشائے خطوط اور دوسری شخصی اور ادبی باتوں میں بھی وہ اپنے معاصرین اور پیشروؤں کی پیروی کرنا ضروری نہ سمجھتے اور آزادانہ ان پر نکتہ چینی کرتے ...... یہ آزاد خیالی اور تقلید سے نفرت تمام عمر ان کی امتیازی خصوصیت رہی اور موجودہ زمانے میں بھی یہی طرز مقبول ہے" اس آخری فقرے کا مطلب میں پوری طرح نہیں سمجھا۔ غالب کی جدت طرازی مسلّم لیکن کیا یہ صفت جدید تعلیم یافتہ جماعت میں بھی کچھ زیادہ نمایاں ہے؟ میں تو اکثر معمرین کی زبان سے یہ شکوہ سنتا ہوں کہ اس زمانے کا تعلیم یافتہ ہندوستانی تہذیب و تمدن، معاشرت و آداب غرض زندگی کے ہر ایک اہم پہلو میں تقلید کی زنجیروں میں گرفتار نظر آتا ہے اگرچہ یہ تقلید اپنے اسلاف کی تقلید نہیں بلکہ غیروں کی تقلید ہے۔ شاید مسٹر اکرام کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ غالب مشرقی شعرا خصوصاً اردو شعرا کی عام روش سے منحرف تھے اور ہم بھی اس سے بیزار ہیں اس لئے ہم غالب کو پسند کرتے ہیں لیکن اس صورت میں ہم مسٹر اکرام کے ممنون ہوتے اگر وہ غالب کے کلام کی ان صفات کو زیادہ واضح فرما دیتے جن کی بنا پر ان کو اپنے تمام پیشرو فارسی اور اردو شعرا سے علیحدہ اور ممتاز خیال کیا جاسکتا ہے لیکن مسٹر اکرام کے پاس ایک اور وجہ بھی ہے وہ کہتے ہیں کہ "اس کے علاوہ زبان اور محاورہ پر مضمون اور خیالات کو مقدم رکھنے کی جو خصوصیت کلام غالب میں موجود ہے مغربی شاعری کے تنقیدی اصول بھی اسی کے حامی ہیں چنانچہ ان سب باتوں کی وجہ سے موجودہ نسل جن کی تعلیم مغربی اصولوں پر ہوئی ہے مرزا میں اور اپنے خیالات میں دوسرے مشرقی شعرا کی نسبت بہت زیادہ باتیں مشترک پاتی ہے" اس بیان پر مسٹر اکرام نے ایک فٹ نوٹ میں یہ اضافہ فرمایا ہے، "مرزا کی قدر شاید دلی اور لکھنؤ سے زیادہ پنجاب میں ہوئی ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ پنجاب میں اردو زبان بولی نہیں جاتی لوگ زبان اور محاوروں کی لطیف خوبیوں سے اس طرح لطف اندوز نہیں ہوتے جس قدر خیالات سے۔ اور یہ اتفاق کہ اردو زبان کا مستقبل دلی اور لکھنؤ سے زیادہ پنجاب سے وابستہ ہو گیا ہے دیوان غالب کی

مقبولیت میں اضافہ کا باعث ہوا ہے : میرا خیال ہے کہ ایک معاملہ میں تو غالب کی شاعری کو تعلیم یافتہ گروہ کے موجودہ رجحان کے بالکل مخالف تصور کیا جا سکتا ہے۔ اُن میں حب وطن اور قوم پرستی کے جذبات کی بہت کمی ہے اور اس کمی کا احساس مسٹر اکرام کو بھی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "حال ہی میں مرزا کے چند مداحوں نے اُن کے بعض اشعار سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ ان میں حب وطن کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ حقیقتاً یہ خیال نہ صرف مرزا کے حالات زندگی اور ان کے فارسی کلام سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوا بلکہ مرزا کی رفتارِ طبیعت کے غلط اندازے پر مبنی ہے۔" اور اس رائے کے ثبوت میں وہ مرزا صاحب کی بادشاہ دہلی کی تباہی کی جانب کوتاہ روی اور انگریز حکام سے ان کے دوستانہ تعلقات کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ "مرزا انگریزی نظام کو مغلیہ نظام پر ترجیح دیتے تھے۔" اس پر مجھے یہ واقعہ یاد آیا کہ پنجاب کے ایک مشہور ادیب نے دورانِ گفتگو میں ایک موقعہ پر مجھ سے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ غالب کے کلام کی افسردگی ان کے زمانے کے سیاسی حوادث کا نتیجہ تھی جو انھوں نے استعارے کے پیرایہ میں اپنی کئی غزلوں میں ان تاثرات کو ظاہر کیا ہے جو ان حوادث سے ان کے قلب میں پیدا ہونے لازمی تھے۔ اس ضمن میں ادیب مذکور نے دو غزلوں کا خاص ذکر کیا تھا جن میں سے ایک وہ مشہور فارسی غزل ہے جس کا مطلع یہ ہے: ع تا زدیوانم کہ سرمست سخن خواہد شدن ، ایں مے از قحطِ خریداری کہن خواہد شدن ، اور دوسری ایک اُردو غزل ہے جس کا مطلع ہے: ع سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں ، خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں۔ مسٹر اکرام کی تحقیق کے مطابق یہ دونوں غزلیں غالباً غدر ۱۸۵۷ء سے قبل لکھی گئی تھیں اور ان میں کسی خاص تاریخی واقعات کی جانب اشارہ کی کاوش فضول معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال غالب اور تعلیم یافتہ گروہ کی باہمی ہم آہنگی کے اسباب کے متعلق میرے سوال کا اس سے زیادہ کچھ اور جواب مجھے مسٹر اکرام کے "غالب نامہ" میں نہیں مل سکا اور مجھے اس جواب پر قناعت کرنی چاہیے۔ کتاب کے چار حصے ہیں پہلے ایک مختصر تمہید ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے سات آٹھ سال غالب کے کلام کے مطالعہ، تنقید اور ان کے سوانح حیات کی تحقیق میں صرف کئے ہیں۔ تمہید کے بعد تقریباً نوّے صفحات میں غالب کی زندگی کے واقعات کو ان کی اپنی تصانیف اور خطوط سے اخذ کرکے جمع کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تقریباً ساٹھ صفحات میں ان کے فارسی اور اردو کلام اور ان کی شخصیت کے ہر ایک اہم پہلو پر محققانہ انداز سے تبصرہ کیا گیا ہے۔ آخری حصہ غالب کے اُردو اور فارسی اشعار کا ایک نہایت دلچسپ انتخاب ہے جس کے تقریباً دو سو ساٹھ صفحات ہیں۔ کتاب کا یہ حصہ شاید مصنف کے لئے سب سے زیادہ دشوار ثابت ہوا ہوگا کیونکہ انھوں نے اشعار کے انتخاب کرنے اور موزوں عنوانات کی ذیل میں ترتیب دینے میں صرف ذوقِ سلیم ہی پر انحصار نہیں کیا ہے بلکہ ان کو سنہ تصنیف سے منسوب کرنے کے لئے علاوہ تحقیق و تجسس سے بھی کام لیا ہے۔ یہ ناممکن تھا کہ ہر ایک غزل اور قصیدہ کی تاریخ معلوم کی جاسکے لیکن مسٹر اکرام نے مجموعی طور پر مرزا غالب کے مختلف انواع کلام کو چند ادوار یعنی زمانوں کے تحت میں تقسیم کر دیا ہے جس سے ان کی شاعری کے ارتقا کی کیفیت واضح ہو جاتی ہے اور اکثر جگہ کسی خاص غزل، قصیدہ یا نظم کا سنہ تصنیف بھی درج کر دیا ہے۔ ادبیات غالب میں غالب نامہ ایک نہایت قابل قدر اور بعض لحاظ سے بالکل انوکھی کتاب ہے۔ اور امید ہے کہ غالب کے پرستاروں میں وہ مقبول ہوگی۔

پنجاب کے جن ادیبوں نے غالب کو مقبول بنانے میں خاص سعی کی ہے ان میں اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر مولوی ظفر علی خاں صاحب کا بھی نام لے سکتا ہوں اور حسن اتفاق ہے کہ دوسری کتاب جو اس وقت میرے پیش نظر ہے ان کا مجموعۂ نظم "بہارستان" ہے جس کو اردو اکیڈمی لاہور نے بڑی تقطیع اور جلی کتابت کے آٹھ سو اٹھائیس صفحات پر شائع کیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف بیسویں صدی عیسوی کے آغاز سے لے کر اس وقت تک جمہور کی نگاہوں میں کئی مختلف حیثیتوں سے نمایاں رہے اور ان میں سے ایک حیثیت شاعری کی بھی ہے۔ ان کی نظمیں اخبار اور رسالوں میں اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں اور عام طور پر دلچسپی سے پڑھی جاتی ہیں۔ میں ابھی ان کو غالب کے حامیوں کے زمرہ میں شمار کر چکا ہوں لیکن ان کی اپنی شاعری کا رنگ غالب کے رنگ سے بالکل مختلف ہے۔ اگرچہ اس دور کے اور اردو شعرا کی مانند وہ بھی غالب کے نمونے کی فارسی ترکیبوں کو کم و بیش استعمال کرتے ہیں لیکن غالب کی شاعری کی بنیاد فطری جذبات اور فلسفہ ہیں اور ان کی شاعری کی سیاست اور اخلاق۔ اس ضخیم مجموعے میں شاید ہی کوئی نظم ہو جس کو ماضی یا حال کے واقعات سے بالکل غیر متعلق تصور کیا جاسکے۔ ان کی شاعری کا ایک اور دلکش وصف ظرافت ہے جو اگر فحش، ہزل اور طنز و تعریض سے مبرا ہو تو نہایت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ دنیا کے ادبیات کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ شاعری اور خطابت کے درمیان ایک حدِ فاصل قائم کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ یہ دونوں فن حسین اور موثر الفاظ سے کام لیتے ہیں اور دونوں اعلیٰ اور لطیف جذبات کو ابھارنے کا تہیہ کرتے ہیں۔ مولوی ظفر علی خاں صاحب کی شاعری کے مداح غالباً مجھے معاف رکھیں گے اگر میں یہ کہنے کی جرأت کروں کہ ان پر حالی اور اکبر کا پرتو پڑا ہے اور ان دونوں شاعروں کے کلام کا بیشتر حصہ کلام موزوں ہونے کی رعایت سے لغوی طور پر شعر کہلانے کا مستحق ہے لیکن معنوی حیثیت سے اس کو منظوم خطابت خیال کرنا چاہئے۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مولوی ظفر علی خاں صاحب شاعری کا فطری ملکہ نہیں رکھتے اور ان کی شاعرانہ استعداد پر شک و شبہ وارد کرنا مقصود ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ ان کی شاعری کا مقصد کیا ہے کیونکہ کسی شاعر یا ادیب سے کسی ایسی چیز کی توقع جو اس کے مقصد سے دور ہو بالکل فضول ہے۔ ایسی ضخیم کتاب پر مجموعی شکل میں کوئی تبصرہ کرنا یا اس میں سے صرف چند نظموں کو تفصیلی تنقید کے لئے انتخاب کرلینا اس کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک ہوگا۔ یہ بہتر ہے کہ اس مختصر تعارف کے بعد "یارانِ نکتہ داں" کو اس ضیافتِ طبع کی صلائے عام دی جائے جس کا سامان "بہارستان" میں نہایت بڑے پیمانے پر مہیا کر دیا گیا ہے۔

بہارستان

مولانا ظفر علی خاں، نامور اخبار زمیندار کے نامور تر ایڈیٹر، اُردو ادب کی دنیا میں "رزم و بزم" کے دلچسپ علمبردار ہیں۔ ان کے ایک ہاتھ میں گرز سیاست ہے، اور ایک میں آبگینہ ادبیت! ان کی "رزمیت" کبھی پیش قدمی کرکے سرگرم سیاسیات کے میدانوں کی معرکہ آرائی کرتی ہے، اور بعض اوقات ان کی "بزمیت" تجاوز کرکے "نکات" کے باغ و بہار کھلاتی ہے! اس وقت "بہارستان" کے نام سے جناب موصوف کا جدید الاشاعت مجموعۂ کلام ہمارے پیش نظر ہے۔ مگر اس بہارستان کی شاخساروں میں حسب معمول ہمیں "اشعال نجم" اور "آتش گل" دونوں ہی نظر آتے ہیں۔!

حضرت ظفر جدید السبد اُردو شاعری کی تاریخ کے ایک خاص دور میں نمایاں ہوئے اور خیز تمدن ہند کی تاریخ کا یہ مرحلہ اپنے تمام نشانات منزل کے ساتھ ان کی شاعرانہ طبعزادیوں میں منعکس ہو گیا ہے! اُردو ادبیات کی نشاۃ ثانیہ کا افتتاح آزاد و حالی کے ہاتھوں پر ہوچکا تھا۔ مولانا شبلی کے پرچم قلم کے سائے میں اس نے مزید اقالیم کی تسخیر کی، اور علامہ اقبال کے اشہب قلم نے تو شعر اُردو کی ایک نئی دنیائے فتوحات کی تخلیق کی۔

یہ وقت و ساعت تھا کہ "شعرالہند" کے آفق پر مولانا ظفر علی خاں کا آفتاب ہندوستان آب طلوع ہوا!

اس وقت کے ہندوستان کے قومی موسم کے گرد ہوائیں جو عناصر تھے ان کا جائزہ لینا یہاں ضروری ہے، اس لئے کہ اسی زمین کے آب و گل اور اسی لمحۂ خاص کی آب و ہوا کے امتزاج سے ان کا ادب پیدا ہوا ہے!

یہ زمانہ ملک کی تو بیدار زندگی کی محرک قوتوں کی مزید تقویت اور بکثرت دگرگوں جدید عناصر و موثرات کے نشو و نما کا دور تھا۔ غالباً یہ دور ابھی اپنی تاریخی تکمیل کو نہیں پہنچا ہے، تاہم وہ اپنے اختتامی ساعات سے گزر رہا ہے، جبکہ ہندوستان کی عمومی تمدنی زندگی اور سیاسی جد و جہد ایک کیسر تازہ معرکہ گاہ میں قدم رکھ رہی ہے جس کی زبان حال ساز شعر سے ایک بالکل نئے آہنگ کی فرمائش کر رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کا دیوان اپنے صحیح ترین فطری وقت پر شائع ہوا ہے۔ اُن کا دور علم و عمل اب ایک آفتاب لب بام ہے اور یہی تقاضائے وقت ہے کہ وہ اپنے کو ایک "تبلیغ" (سالہ ۱۹) کا پیام سنائیں، اور اس شام زندگی میں اپنے لبریز حوادث طوفانی نصف النہار شباب کا نظارہ بازپسیں کریں!

جنگ طرابلس (۱۹۱۱ء) کا اعلان جنگ اور مولانا ظفر علی خاں کا بحیثیت مدیر زمیندار صور قلم بیک وقت جوش ایک ہی وقت میں سنائی دیا۔ ما بعد جنگ بلقان نے دنیائے اسلام کے محشر مصائب کے آفتاب کو بالکل سوا نیزے پر کر دیا! لیکن اسی تیز رفتار تسلسل و تعاقب میں جنگ عظیم ہوئی نے قیامت صور پھونک دیا۔ یورپ اگرچہ تاراج ہو گیا، لیکن مشرق قریب کی سلطنت ترکی کی ترکی تو بالکل تمام ہی ہو گئی! تاہم زوال عظمی کے دوروں خلافت عثمانی کی "بے احترامی" تخمینی و ذہنی کے منظر نے اسلامی بلکہ عمومی ہندوستان میں ایک جنون سامان رستخیز جد و جہاد برپا کر دی! خاص ہندوستانی قومی تحریک کی پشت پر بھی یہ سوانح ایک تیز تازیانہ ثابت ہوئے، اور برصغیر ہند کا سیاسی بحر اعظم سالہا سال تک متلاطم رہا! اس "مد" نے جب ایک عارضی "جزر" کی کیفیت اختیار کی تو شدھی و تبلیغ اور ہندو مسلم فسادات کی خس تنگ بد رو نما کھاڑیوں میں بکثرت ناگفتہ بہ مناظر پیش آئے، جو ابھی کج رفتاری رنگ ہی کے جلوس کو اب اپنی منبع عمر یا کر ایک گوشۂ گمنامی میں دفن کر رہے ہیں، اور افق سیاست پر ایک دل آویز صبح سعادت طلوع ہو رہی ہے!

مولانا ظفر علی خاں کا رہوار قلم اس تقریباً ربع صدی کی اندرون ہند و بیرون ہند انقلابی زندگی کے سارے نرم و گرم اور تمامی زشت و زیبا منازل و مراحل سے گزرا ہے، اور ہر قدم پر اپنے صاحب قلم کے دل و دماغ کا ایک لافانی نقش چھوڑ گیا ہے! اس طرح "بہارستان" حضرت ظفر کا "دیوان" بھی ہے اور ہندوستان کے نہایت دلچسپ اہم و ہیجان خیز ماضی قریب کی سیاسی زندگی کی ایک لبریز حیات "داستان" بھی! یہ اعلیٰ شاعری کا گلدستہ ہے، اور بصیرت افروز مورخانہ مطالعہ کا ایک گرانبہا ذخیرہ! قیمت ۶۰

بقیہ کالم تین کا:

جہاں تک آنکھ میں قسمت نے دیکھا ہو کہاں کی آنکھ کھلی نہیں جھانکا

کہ حشر میں بھی قاتل کا نام دینا ہے یہ عجب چلانے والی ایک خبر دینا

یہ اپنے حال پہ رونا بجا ہے حسرت دل ہو وہ جو کہ دیکھنے آئے تو رسوا دیا

تخیل ذہنی اور واردات قلبی کی "انفرادیت" شاید برائے نام ہی نظر آئے گی۔ غالباً متداول غزل کی چار دیواری میں اس کی گنجائش ہی نہیں! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غزل، عاشق اور مجازی دل و دماغ کی ترجمانی کا دوسرا نام ہے۔

تاہم کہنہ مشقی، ریختہ مغزی، زبان کی جلا اور محاورات کا بیدارانہ استعمال، "پیرانہ دم زنی" عشق کے کنایات، معاملہ بندی، یہ چند امتیازات ایسے ضرور ہیں جو حضرت ثاقب کے ادب تغزل کا ناگزیر خراج تحسین ہیں!

قیمت (سے)

دیوان ثاقب

حضرت ثاقب، لکھنوی مکتب شعری کے محترم نشین ہیں۔ "اگلے وقتوں کے ان بزرگوں" کی شام زندگی جن کی آگئی ہے اور اب وہ بالکل چراغ سحری ہو رہے ہیں! آج اگرچہ میدان ادبی کے یکتازوں کی "فہرست اعزاز" سے یہ "شہسوار" خارج ہیں، لیکن انھوں نے تاحیات اپنی سلامت روی کو نباہا، اور دونوں ہاتھوں سے "میر صاحبانہ" اپنی دستار سنبھالے رہے! بلاشبہ ادبیات کی جدید العہد تحریکات کی طرف انھوں نے کبھی نظر التفات کر نہیں دیکھا، تاہم یہ چیز اس قدر ان کی مجبوری نہ تھی جس قدر کہ وضعداری اپنی اندرون خانہ زاویہ گزین زندگی میں یہ سوال ہی ان کے لئے خارج از بحث تھا کہ ایک نئی ادب و ثقافت کی پذیرائی یا عدم پذیرائی کے مابین انتخاب کریں! بس اُردو ادب کی "نشاۃ ثانیہ" جس شے سے عبارت ہے اس کے رد و قبول سے وہ بالاتر رہا ہے! یہ مقام در اصل وہی ہے جو ہمارے آبائے ادب قدیم کو حاصل تھا ایک عجیب عالم خود فراموشی تھا! ؎

ہم واں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

اپنے بزرگوں کی یہ ادائے سرمستی و بیخودی ہمارے لئے ایک خاص احترام طلب زبان حال اپنے اندر رکھتی ہے وہ کچھ اور نہیں، اپنے مسلک شعر کے ساتھ وفادار رہیں! ان کا نازک عاشقانہ وفاکیشی ہر جدت کو ایک "ارتداد" سمجھتا تھا۔ یہ ضد یہ وابستگی باوجود عالی ہونے کے قابل داد تھا

نہیں کچھ سبحہ و زنار کے پھندے میں گیرائی
وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے

الغرض ان بزرگان سلف کی عمر عزیز کا آفتاب اگرچہ اب لب بام ہے، لیکن وہ شام و سحر اسی ادا میں مگن ہیں کہ ؎

مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم
ہوا داری کویش را چو جان خویشتن دارم

زیر تنقید "دیوان ثاقب" غزلوں، شادی کے سہروں، ولادت فرزند و دختر کی مبارکبادوں، وغیرہ حصول مناصب کی تہنیتوں، متعلق درانہ قطعات خطابات و اعزازات کی جشن نوائیوں اور شادیانہ سرائیوں بعض واقعات کے قطعات تاریخ کی تسویدوں، نیز حکام عالی مقام کے استقبال میں بعض بیانیہ نظموں پر مشتمل ہے۔ اساتذۂ قدیم کی ایک زندہ یادگار کے رشحات قلم کی اتنی پرخلوص و وسیع روانی کافی "خوشگوار استعجاب" کا سامان ہے! باوجود کبر سنی کے ہم ثاقب صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں اپنی خوردانہ خیر طلبی کا پیشکش پیش کرتے ہیں کہ

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است! •

حضرت ثاقب کا رنگ تغزل یہ ہے:-

کہیں یوں تو دل نار کا دکھا دینا جو کہ سوچ کے پیچ رہے پھر ستا دینا

(بقیہ کالم دو کے آخر میں)

ایجنسی کی کتابیں

فلسفۂ برگساں ۔ میر حسن الدین احمد صاحب بی اے ال ال بی ۔ برگساں کے فلسفے کا سرسری خاکہ سائز ..... صفحات صرف ۹۶ ۔ اور قیمت ۸؍

نپولین بونا پارٹ ۔ فاروق علی خاں صاحب ۔ عام مطالعے کے لئے نپولین کے حالات ، طلبار کے لئے مفید کتاب ہے ۔ قیمت ۸؍

پس چہ باید کرد ۔ از علامہ اقبال ۔ اس کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی مثنوی مسافر بھی شامل ہے ۔ مجلد ۱۲؍

نقش چغتائی ۔ چغتائی کا شہرۂ آفاق کارنامہ ۔ دیوان غالب کا دوسرا مصور ایڈیشن ۔ نہایت عمدہ مجلد ۔ قیمت ۸؍

حیات حافظ رحمت خاں ۔ سید الطاف علی بی اے علیگ ۔ روہیلکھنڈ کے مشہور سردار حافظ رحمت خاں کے حالات زندگی اور اس عہد کی دلچسپ تاریخ ۔ مجلد ۸؍

تذکرۂ کاملان رام پور ۔ حافظ رحمت علی خاں شوق ۔ ریاست رامپور بڑے بڑے علما ، اور اہل کمال حضرات کا گہوارہ رہی ہے اس کتاب میں ان سب کے حالات جمع کر دیے ہیں ۔ قیمت ۸؍

مناقب عارفین ۔ حضرت شمس الدین افلاکی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف جس کا سن ..... ہے ۔ مولانا روم کے مفصل حالات پر مشتمل ہے ۔ مجلد ۸؍

چندر ہیرا ۔ ایک ہندوستانی ہیرے کی سرگذشت جو سومنات کے مندر سے گم ہو کر یورپ پہنچا ہے ۔ عشق و وفا اور جرم و اسرار کی حیرت انگیز داستان ۔ قیمت ۸؍

فینٹوما ۔ فرانس کے پراسرار مجرم فینٹوما کے ہوش ربا کارنامے ۔ اور پیرس کی ہنگامہ پرور زندگی کے گوناگوں مناظر ۔ قیمت ۸؍

فینٹوما کا انتقام ۔ فینٹوما کا سراغ لگانے والے جون کا حیرت انگیز افسانہ ، جس کے ہر باب میں کسی نئے راز کا انکشاف ہوتا ہے ۔ قیمت ۱۲؍

پیرس کے اسرار ۔ جرائم و اسرار اور حسن و عشق کی ایک پُر اسرار داستان جس کا محل وقوع فرانس کا دارالسلطنت پیرس ہے ۔ قیمت ۱۲؍

چغتائی کی نقاشی ۔ از غلام یزدانی صاحب مشہور دکنی نقاد ، چغتائی پر لاجواب کتاب ہے مع رنگین تصاویر مطبوعہ جرمنی ۔ قیمت ۸؍

تمدن عتیق ۔ از ابو ظفر اور عطاء الرحمن صاحبان اس کتاب میں مولفین نے تاریخ اور سنین کی پابندی کے بغیر ارتقائے تمدن کے مدارج کو کامیابی کے ساتھ پیش کیا ہے ۔ قیمت مجلد باتصویر ۸؍

ہمارے ذخیرے میں اس ماہ کا اچھا اضافہ

علمی کہانیاں ۔ جناب حکیم مظفر حسین صاحب ظفر دہلوی ۔ بچوں کی معلومات میں اضافہ کرنے والی باتصویر علمی کہانیاں اور حکمت آموز علمی مکالمے ۸؍

میری کہانی (ہندی) ۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی آپ بیتی ۔ اردو میں تو مکتبہ نے شائع ہی کی تھی اب ہندی ترجمہ بھی حاصل کر لیا ہے ۔ مکمل مجلد للعہ

سرگذشت اسیر ۔ از سعادت حسن منٹو صاحب ۔ وکٹر ہیوگو کی مشہور تصنیف The last days of the Condemned کا اردو ترجمہ ۔ قیمت ۸؍

رہنمائے صحت ۔ مڈل اسکولوں کے طلبا کے لئے جدید اسکیم کے مطابق دلچسپ اور مفید رسالہ جس میں بیماریوں سے بچنے کے وسائل اور درازی عمر کے قواعد درج ہیں ۸؍

المدنیۃ والاسلام ۔ علامہ محمد فرید وجدی کی تصنیف جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ اسلامی تعلیمات اور اصول انسانی ترقی کے لئے مفید ہیں ۔ مجلد عہ

انشائے لطیف ۔ جناب لطف الدین احمد صاحب کے افسانوں کا مجموعہ ، انشائے لطیف اردو میں ادب لطیف کا ایک اچھا نمونہ ہے ۸؍

نغمات ۔ جناب لطف الدین احمد صاحب کے اشعار منثور ، ہماری زبان میں نثری شاعری کی ترقی یافتہ شکل ۔ نہایت دیدہ زیب گرد پوش ۱۲؍

سرود زندگی ۔ حضرت اختر مرحوم گونڈوی کے کلام کا مکمل مجموعہ ، یہ وہ ایڈیشن ہے جو اب نہیں ملتا ۔ قیمت عہ

کائنات ۔ نظام کائنات پر اردو میں سب سے دلچسپ کتاب طرز تحریر ایسا آسان ہے کہ بچے بھی پڑھیں تو باسانی لطف اٹھا سکیں ۔ ۸؍

جدید دستور کا خاکہ ۔ ہندوستان کے موجودہ دستور پر ایک نظر ۔ اردو کی یہ تازہ کتاب ہر ہندوستانی کو پڑھنا چاہئے ۔ قیمت ۸؍

بہارستان ۔ علامہ ظفر علی خاں کے کلام کا مکمل مجموعہ ۔ اردو کی تازہ ترین کتابوں میں ہے ۔ قیمت للعہ

مسلمان اور سائنس ۔ خان بہادر ابو عبداللہ محمد عبداللہ خانصاحب ایم اے نے اس مختصر رسالے میں بتایا ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا اصل سبب سائنس کی طرف سے بے توجہی ہے ۸؍

ہندوستان میں زراعت کا مسئلہ ۔ ہمارے ملک میں زراعت کا مسئلہ جو اہمیت رکھتا ہے اس سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے اس مختصر اور مفید کتاب کو آپ کو نہ بھولئے گی ۔ شائع کردہ کانگرس کمیٹی الہ آباد ۔ قیمت ۸؍

نجم السحر ۔ از جناب عنایت اللہ صاحب بی اے دہلوی ۔ Rider Haggard کی زبردست تصنیف Morning Star کا نہایت دلچسپ ترجمہ قدیم مصر کی پرکیف داستان ۔ قیمت عہ

تذکرۂ محسن ۔ محمد امین زبیری صاحب مارہروی نے نواب محسن الملک کے حالات زندگی مرتب کئے ہیں ضمنی طور پر علی گڑھ کی تاریخ اور ہندوستان کی سیاست پر بھی بحثیں ہیں ۔

روح القرآن ۔ مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل گورکھپور نے آٹھ سال کی محنت کے بعد ترتیب دیا ہے مبتدی حضرات کے لئے بہت ضروری ہے قیمت ۸؍

سیرت رسول کریم ۔ محمد عنایت الرحمن صاحب سیہاروی نے سیرۃ النبی کا مختصر مگر مستند اور جامع مجموعہ تیار کیا ہے ۔ قلیل الفرصت شائقین کے لئے کارآمد ثابت ہوگی ۔ ۸؍

حاجی بابا اصفہانی ۔ پروفیسر ناجور نے ..... جس میں بچوں کو شہری اور دیہاتی مفید معلومات سے لبریز مسلسل طریقہ کہانی لکھی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے ۔ مکمل ۸؍

بچہ کا دل اور دوسرے افسانے ۔ محمد سعید تہرانی نے اس مجموعے میں آٹھ ڈرامے لکھے ہیں ۔ جو بہت ہی اچھے ہیں ۔

سیاسی تعصب المیہ ۔ کرشن چندر رائے مکسنہ نے ڈیلی ہیرلڈ کے ایک مقالے کا ترجمہ اردو داں اصحاب کو یورپ کی سیاست کا راز سمجھانا چاہتے ہیں کا بہت کارآمد ہے ۔ قیمت ۸؍

عربی طبیعیات ۔ مولوی محمد احمد صاحب عثمانی نے آٹھویں اور دسویں جماعتوں کے طلبا کے لئے لکھی ہے اس کتاب کی ترتیب میں طبیعیات کی تازہ ترین معلومات میں اضافے پیش کی گئی ہیں کہ ہندوستانی طلبا کو ان کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی ۔ طلبا کے مشکل اور غیر دلکش مضامین تجربے خاص طور پر دلچسپ اور سلیس بنائے گئے ہیں ۔ قیمت عہ

شاخ نبات ۔ طالب باغپتی کا مجموعہ کلام ہے ۔ انھوں نے شعر و ادب کو حسن و عشق کی نازک نازک واردات ، لطیف لطیف جذبات و معاملات اور نفسیات و خیالات تک محدود رکھا ہے ۔ ان کے کلام میں حکیمانہ حقائق و معارف نہیں ہیں ، لیکن چاشنی حسن و عشق اور رنگین پیرایہ بیان کے ساتھ ۔ قیمت ۸؍

سلاطین قاہرین اسلام ۔ یوسف احمد نقشبندی نے تمام موجودہ اسلامی دنیا کے ہر ملک کے بادشاہ کی پیدائش ، تربیت ، موجودہ نظام حکومت جنگ عظیم سے لیکر آج تک مسیح کی پوزیشن ۸؍

گھر گرہستی ۔ مولوی سید بشیر حسن صاحب اور وہوی نے عورت کی عملی زندگی جس کی بری اچھی ہر طرح کی تصویر دلچسپ قصوں اور دلکش مشاورات سے بیان کر کے خانہ داری اور اخلاق و معاشرت کی تعلیم دی ہے ۔ قیمت ۸؍